

دعواتِ عبدیت حق

اسلام کی غربت

افہ

ہماری ذمہ داری

ارشادِ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ

خطبہ جمعہ المبارک ۳۰ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ

بسم اللہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ قال رسولہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یدعوا الاسلام عن ربنا وسیجوذ عن ربنا فطوبی للغریاء الذین یصلحون
 ما افسد الناس من بعدی (ادکاء علیہ السلام)

محترم بزرگو! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس وقت اسلام کا آغاز ہو
 رہا تھا تو اس کی حالت ایک غریب نا آشنا مسافر جیسی تھی، لوگوں کو اسلام کی باتیں عجیب لگتی
 تھیں حضور اور صحابہؓ کی کوششوں سے یہ غربت اور اجنبیت ختم ہو گئی اور اسلام عالم میں پھیل گیا۔
 جس طرح کہ ایک پودا پہلے زمین سے باریک اور ناتواں سا بال نکالتا ہے، بہت کمزور، پھر بڑھتے
 بڑھتے وہ بال اپنے تنے پر کھڑا ہو جاتا ہے، اس کی ٹہنیاں پھول اور میوہ ظاہر ہونے لگتے ہیں، اور
 ایک مضبوط سرسبز درخت بن جاتا ہے۔

کمزور اخرج شطاه فآزده
 فاستغلظ فاستوی علی سوقہ
 یحب الزراع لیخبط ہم الکفار
 (پ ۲۶ الفتح - رکوع ۷)

شل اس کھیتی کے جس نے اپنی سوئی نکالی پھر اسے
 قوی مضبوط کر دیا پھر موٹی ہو گئی پھر اپنے تنا پر کھڑی
 ہو گئی اور کڑوں کو خوش کرنے لگی تاکہ اللہ ان کی
 وجہ سے کفار کو عنت دلا دے۔

حضورؐ کی دعوت | اپنی حالتِ اسلام کی تھی، مسلمان اپنی لہجوں میں مسافروں جیسے تھے۔ حضورؐ اقدسؑ اور صحابہؓ کی مکی زندگی ہمارے سامنے ہے۔ اپنے عزیز اور قریب ترین لوگوں کو حضورؐ کی باتیں نا آشنا معلوم ہوتی تھیں۔ مہی کے میدان میں حضورؐ آگے آگے جا رہے ہیں۔ اور لوگوں کو دعوت دیتے ہیں جس کا حاصل یہ تھا کہ اسے لوگو! آؤ ایک اللہ کی طرف، اس کے عبادت گزار بن جاؤ جس نے تمہیں وجود بخشا اور تمہاری دنیوی زندگی کی بقا اور آسائش کی تمام ضروریات اور حوائج مہیا کئے اس اللہ کی بندگی شروع کرو جس نے تمہیں عبرت مہل اور بے کار نہیں بنایا، کوئی معمولی انسان بھی بلا مقصد اور بے فائدہ کام نہیں کرتا۔ تو اللہ نے کائنات کا یہ اتنا بڑا کارخانہ جب انسان کی خدمت میں لگا دیا ہے۔ آسمان سے زمین تک سب چیزیں انسان کی نشو و نما میں مشغول ہیں جو اس کے کھانے پینے رہنے سہنے اور پہننے کے حوائج پورے کر رہے ہیں۔

هو الذی خلقکم مافی الارض
اللہ وہ ذات ہے جس نے زمین کی سب چیزیں
جميعا و سخر لکم مافی السموات
تمہاری خاطر پیدا فرمائیں ادا آسمانوں اور زمین کی

وما فی الارض۔ سب چیزوں کو تمہارے کام میں لگا دیا۔

تو کیا ایسا حکیم رب انسان کو بالکل بے کار اور بے مقصد بنا سکتا ہے۔ اگر انسان کی زندگی کا کوئی مقصد نہ ہو تو پھر تو یہ ساری کائنات بے مقصد رہ جائے گی، تو حضورؐ دعوت دے رہے تھے کہ اس ملک الملک بادشاہ کی طرف آکر اسکی تابعداری کرو جو ہر قسم کے نفع اور نقصان کا مالک ہے، وہ جیسا چاہتا ہے اس طرح زندگی بسر کرو تمدن اور معاشرت طرزِ رہائش کھانا پینا نکاح شادی موت غمی اور خوشی تجارت زراعت حکومت سیاست یہ سب کچھ اُس ذات کی مرضی کے مطابق کرو۔ جس نے تمہیں نیست سے هست کر دیا۔ تو لا الہ الا اللہ۔ بسے لوگو کہہ دو کہ سوائے ایک اللہ کے کوئی معبود نہیں وہ اعداد اور لاشریک ذات ہے جس کی عبادت کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا تھا۔

اس دعوت کا مقابلہ | حضورؐ کی یہ دعوت تھی اور یہ نعرہ تھا کہ اپنے خاندان کے لوگ پیچھے پڑ گئے اپنے چچا ابوہریرہ پیچھے پیچھے جا رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ لوگو دیکھو اسکی باتوں میں مت آنا یہ تمہیں بت پرستی سے منع کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ سب خداؤں کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ کی پیروی کرو۔ اجعلہ الآلہۃ الحقا واحداً۔ تعجب ہے کہ یہ شخص سب خداؤں کو مٹا کر اللہ کی طرف بلا رہا ہے۔

تو اسلام کی باتوں سے ابتدائی دور میں لوگوں کو ایسی وحشت تھی کہ صحابہؓ پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا، نہ صرف کہ بلکہ ساری دنیا میں کافران کے پیچھے پڑ گئے اور جب چند مسلمان تنگ آکر اللہ کی بندگی کی خاطر ہمیشہ ہجرت کر گئے تو قریش مکہ کی ایک جماعت ان کے پیچھے حبشہ گئی اور وہاں کے بادشاہ نجاشی کو شکایت کی کہ ہمارے شہر کے چند نوجوان یہاں آگئے تہا رے ملک کو خراب کر رہے ہیں۔ نیا مذہب اور نیا دین دنیا کے سناٹے میں پیش کرتے ہیں۔ یہ نئی نئی باتیں آپ کے ملک کو بگاڑ دیں گی یہ خود سر قسم کے لوگ ہیں۔ انہیں ہمارے سپرد کر دو۔ بادشاہ عقلمند اور منصف مزاج شخص تھا۔ مسلمانوں کے قائد حضرت جعفر طیارؓ کو بلا کر اصل معاملہ دریافت کرنا چاہا اور پوچھا کہ تمہارا مذہب کیا ہے۔ حضرت جعفرؓ نے جواب میں اسلام کا خلاصہ پیش کر دیا کہ ہم ایک خشک ریگزار کے باشندے تھے ہمارا ذریعہ معاش لٹ مار تھا۔ حشرات الارض سوسمار اور مروارہ اشیار ہماری خوراک تھی ہر اچھے ڈھیلے اور پتھر کی ہم پرستش کرتے تھے۔ بت پرستی، شراب نوشی، بھوا، سود خوار ہی اور قتل مقاتلے پر فخر کرنا ہمارا شیورہ تھا، اللہ تعالیٰ نے ہمارے شہر اور قوم میں ایک اولوالعزم نبی بھیجا جسکی ساری زندگی ہمارے سناٹے میں ہم نے ان سے بڑھ کر امانت دار اور سچا انسان دوسرا نہیں دیکھا۔ وہ الصادق الامین ہے، وہ ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ بتوں کی بندگی پھوڑ دو مخلوق کچھ نہیں دے سکتی۔ نہ نفع نہ ضرر۔ جس ذات کے قبضہ میں آسمان اور زمین ہیں جس ذات نے ایک نطفہ سے انسان جیسے اشرف المخلوقات کو بنایا، جس کے قبضہ میں ہماری روح اور وجود ہے۔ معمولی سے معمولی نفع اور ضرر بھی اس کے ہاتھ میں ہے، اس سے مانگنا چاہتے، صرف اللہ کی بندگی کرو، بت پرستی اور شرک پھوڑ دو، ہر انسان کا دوسرے پر حق ہے۔ اسے ہر گز نہ جائز نہیں کہ کسی کے مال و دولت، تجارت، عزت و آبرو پر حملہ کر دے۔ وہ ہمیں باہمی حسن سلوک اور محبت کی تلقین کرتا ہے، اور شراب، زنا، سود سے روکتا ہے۔ حضورؐ نے ہمیں ان چیزوں کی تعلیم دی ہم اس کے بتلائے ہوئے کراہت پر چلنے لگے۔ تو اب یہ لوگ ہمیں اس پر چلنے سے روکتے ہیں۔ نماز روزہ اور اسلام پر عمل کرنے نہیں دیتے۔ نجاشی کو یہ معلوم ہوا کہ ان باتوں کو تو کوئی شخص خلاف عقل نہیں کہہ سکتا۔ بت پرستی زنا اور شرک سے منع کرنے میں کیا نجات ہے۔؟ اللہ کی طرف بلائے، براہ راست سلوک، عزت و مساکن کی مدد، رشتہ داروں سے صلہ رحمی، اور انسانیت کی قدر و احترام جیسی باتوں کے سکھلانے میں کوئی برائی ہے۔ پھر ان صحابہؓ کے حالات اور حسن خلق کا حال بھی اس کو معلوم ہو چکا ہوگا۔ تو نجاشی نے کفار مکہ کو خائب و خاسر واپس بھیج دیا۔

اسلام امن اور سلامتی کا مذہب ہے | بھائیو! حلقہ یہ ہے اسلام دنیا میں خوش اخلاقی ہی سے تو پھیلا ہے۔ اسلام سلم سے اخذ ہے۔ جس کا معنی امن اور سلامتی ہے۔ ایسے شخص میں اسلام ہوگا جو امن کا محبتہ اور سلامتی کا پتلا ہو۔

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده -
مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھوں کے مزے سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

ایک شخص زبان سے دوسروں کی برائی کرتا ہے، لوگوں کی عزت ٹوٹتا ہے، گالی گرج غیبت اس کا شیوہ ہے، ہاتھوں سے اوروں پر ظلم کرتا ہے، وہ مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ حضورؐ نے تو فرمایا کہ:
الْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَ النَّاسَ عَلَى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ -
مومن وہ ہے کہ دنیا کی ساری مخلوق اس سے اپنی جان اور اپنے اموال کے بارے میں مطمئن اور بے فکر ہو۔

مومن اور مسلم تو وہ ہے جو سارے عالم کے لئے امن و سلامتی کا پیغام رسان ہو۔ اللہ جل مجدہ نے ایک موقع پر ہمیں مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ: مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ۔ کہ تم نے نبیؐ تمہارے روحانی والد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ تو مسلم تو تب بنے گا کہ مسلم و سلامتی کا مالک ہو اور جسے اپنے روحانی دادا کے رکھے ہوئے نام کی لاج تو ہو۔

ہماری بقاد کا دار و مدار | حضورؐ نے حرقے دکڑی کو دعوت دی کہ اسْلِمْ وَتَسْلَمْ۔ صحیح اسلام سے آؤ خداوند کریم دنیا و آخرت ہر موقع پر تمہیں محفوظ کر دے گا۔ آج اپنے ملک کی حالت دیکھو، صحیح اسلام نہیں تو کیسی بربادی اور تباہی ہو رہی ہے۔ اس وقت پاکستان کی بقاد کا دار و مدار بھی حضورؐ کے اسی ایک ارشاد و حکم ہے کہ اسْلِمْ وَتَسْلَمْ۔ اسلام سے آؤ تو نچ جاؤ گے۔

سلام عہد اور اقرار ہے | اسی طرح جب مسلمان کسی مجلس میں جاتا ہے تو دوسروں کو السلام علیکم کہتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اے بھائیو! میری طرف سے اس مجلس کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اچھے وقت دوبارہ سلام کہہ دیتا ہے۔ کہ اب تمہاری ساری باتیں میرے پاس امانت رہیں گی، مخبری، جاسوسی، عیب جوئی اور بدخواہی یہاں کی پچھل خوری اور غیبت نہیں کر دوں گا۔ یہ میری طرف سے تمہارے ساتھ عہد و اقرار ہے سلامتی کا۔

اسلام تو یہ کہتا ہے۔ مگر کیا آج ہم نے پھر اسی جاہلیت کے راستہ کو اختیار نہیں کیا جس سے حضورؐ نے ہمیں مڑ لیا تھا۔ اللہ شاد اللہ کوئی خوش قسمت مسلمان ہوگا جسے اپنے سے زیادہ دوسرے

کا مال اچھا نہ لگتا ہو۔ اکثریت کہ دوسروں کے ساتھ مقدمہ بازی بحث و مباحثہ میں مغلوب کرنے والے اور دولت میں نچا دکھانے اور ہر طرح سے دوسروں کو ذلیل کرنے میں مزہ آتا ہے اور اس پر نخر ہوتا کہ آج میں نے اتنی بہادری دکھائی — نام سے تو شرم کرو۔ نام تو مسلم اور مومن یعنی اس اسلامی اور صلح و صلاحیت والا، مگر کام دن رات قتل و قتال اور ضرر و اضرار۔

حسن اخلاق کا اثر | تو چند عرصے سے حبشہ کے بادشاہ اور وہاں کے لوگوں کو حسن اخلاق سے اپنا گرویدہ بنالیا، اور چند افراد مسلمانوں کی ایسا جماعت بنا کر سماں بھر دیا۔ انڈونیشیا بغرض تبلیغ گئی، وہاں تجارت اختیار کی اور ان چند چھوٹے اور معمولی تجارت کرنے پر سے ملک کو اپنے اعلیٰ اخلاق اور معاملات کی سچائی سے مسح کر دیا، معمولی نفع پر سودا سلف بیچتے تھے۔ مقصد لوگوں کی خدمت اور اسلام کی تبلیغ تھی اور اگر ایک شخص مخلوق خدا کو نفع اور اس کی بھلائی کے خیال سے تجارت کرے تاکہ لوگوں کی ضروریات پوری ہوں اور مناسب نفع بھی ملتا رہے تو ایسی تجارت بلاشبہ عبادت ہے۔ ان چند سوداگروں کی حالت کو دیکھ کر مقامی تجارت بورڈ کھسکے کھسکے عادی تھے۔ ان کے مخالف ہو گئے، حکومت سے شکایت کی، ان کے پیچھے پڑ گئے کہ ان کو وطن سے نکال دو مگر جب عام لوگوں کو پتہ چلا جو ان کے اخلاق کے گرویدہ ہو گئے تھے تو سب ان مسلمانوں کی پشت پر کھڑے ہو گئے اور انہیں ملک بدر کرنے والوں کا مقابلہ شروع کیا اور کہا کہ ہم کو بھی بلاد وطن کر دو۔ تو حکومت نے مجبور ہو کر انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیا اور رفتہ رفتہ ان کی سچائی اور دیانتداری کو دیکھ کر پورا ملک مسلمان ہو گیا۔ اور آج گیارہ کروڑ افراد وہاں ان چند افراد کی بدولت مسلمان ہیں۔

ایمانی جذبہ اور امت کیلئے ایک سبق | الغرض کفار مکہ کا دوزخ حبشہ سے غصہ کھایا ہوا شکست خوردہ واپس ہوا تو ان کا غصہ اور جذبہ عداوت اور بھی بڑھ گیا، سختی اور تشدد اور بڑا بڑھا دیا۔ حضورؐ کے چچا ابوطالب کے پاس گئے انہیں ترغیب و تہذیب کے ذریعہ اپنے بھتیجے کو روکنے کی کوشش کی مالت اور حکومت اعلیٰ سے اعلیٰ رشتہ کرانے کی لالچ دی، مگر حضورؐ نے فرمایا کہ یہ تو عارضی اور فانی دنیا اور زمین کی چیزیں ہیں اگر آسمان کی چیزیں چاند اور سورج بھی میرے ہاتھوں میں رکھ دو تب بھی جب تک جان میں جان ہے اللہ کے دین اور اس کے احکام کو پیش کرتا رہوں گا۔ تو حضورؐ اور صحابہ کرامؓ نے ایک سبق دیا اور وہ جذبہ ایمان دکھلا دیا جس کے تحت امت کا میاب اور اسلام کی اجنبیت اور غربت ختم ہو جاتی ہے اگر مسلمان حکومت دولت اور دنیاوی لالچ اور خواہشات نفسانی میں اگر بک گئے۔ عیاشی اور مخاشی کے رنگ میں رنگ گئے، تو نتیجہ ذلت، اوار اور

بربادی ہوگا، دنیا اسلام کی سچائیوں سے نامانوس ہی رہ جائے گی کہ جو قوم عیاشی اور دولت اور حکومت و سلطنت کی حرص میں اگر اسلام اور ایمان پھوڑ سکتی ہو وہ قوم ایمان اور اسلام کی خدمت ہرگز نہیں کر سکتی۔ اسلام کے ساتھ تو پورا عہد کر لو کہ میں نے اپنی جان، اولاد اپنا وطن اور سلطنت سب کچھ اللہ پر بیچ دیا ہے۔ تب بات سمجھ جائے گی۔

صحابہ کرامؓ کی قربانیوں سے اسلام کی غربت ختم ہوئی | صحابہ کرامؓ ایمان پر جم گئے، لوگوں کے طعنوں، ہنسی مذاق اور سارے ماحول کی مخالفت کا پوری طاقت سے مقابلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس طیب طاہر پاک اور صاف مخلصین کی جماعت کے ذریعہ اسلام کی ساری غربت اسکی عزت اور الفت میں بدل دی اور اسلام کو انڈونیشیا اور اندلس تک پہنچا دیا وہ لوگ سب سے سروسامان رکھتے مگر صحیح جذبہ مضبوط عزم اور سچے ایمان والے تھے کہ دنیا کچھ بھی کہے دولت سلطنت اور حکومت ملے یا نہ ملے دین کی اشاعت اور اس کے فروغ سے دستبردار نہیں ہونا چاہتے۔ اس جذبہ اور استقامت کی بدولت اسلام دنیا میں پھیل گیا۔

غربت اسلام کی پیشنگوئی اور اس کا علاج | تو حضورؐ نے پیشنگوئی فرمائی کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ یہ دین پھر بالکل نامانوس ہو جائے گا، مسافر اور اجنبی کی طرح اسلام اور اسلامی شعائر سے ہنسی کی جائے گی جیسا کہ آج کہا جا رہا ہے کہ یہ کیا ملاسنے ہیں زمانہ کی حالت آج پھر اس پر دلی مسافر جیسی ہو گئی ہے کہ اس کا ٹھکانہ ہو نہ ہو ریا بستر نہ گھر نہ سامان نہ کھانے پینے کا انتظام۔ ہر شخص اسے اجنبی نظروں سے دیکھتا ہے اور اس سے گریز کرتا ہے۔ ایسے وقت میں حضورؐ نے بشارت دی ہے ان لوگوں کو جو اسلام کو اپنا سہوئے ہوئے ہیں، اور لوگوں میں اجنبی اور نامانوس ہیں، رسول اللہؐ نے انہیں عزاء کہا اور فرمایا کہ خوشی اور کامیابی ہے ان لوگوں کو۔

الذین یصلحون ما انسند الناس من بعدی۔ جو لوگ ان چیزوں کی اصلاح کی جدوجہد میں لگے ہیں جنہیں میرے بعد لوگوں نے ضائع اور فاسد کر دیا۔ اسلام کی غربت کے دور میں اس کا علاج بھی بتلایا کہ جیسے اسلام کے ابتدائی دور میں اصلاح اور تبلیغ اور امر بالمعروف کی کوششوں نے اسلام کو مانوس بنا دیا، اب بھی وہی نسخہ ہوگا کہ لوگ خرابی کی اصلاح میں لگ جائیں، حالات اور زمانہ کو نہ دیکھیں اگر ایسے وقت میں کسی نے اسلام کے لئے کچھ کیا تو غیبی مدد اسکی شامل ہوگی۔ دیکھیے صحابہ کرامؓ کے ساتھ خدا کی مدد کیسے شریک رہی۔ قیصر روم نے حضرت عمرؓ کو شہید کرنے کے ارادہ سے ایک شخص کو بھیجا۔ وہ آکر تاک میں لگا رہا۔ ایک دن حضرت عمرؓ کو جیل میں ایک درخت

کے نیچے لیٹا ہوا پایا، تو درخت سے اتر کر حضرت عمرؓ کو قتل کرنا چاہا۔ درخت سے اترا تو ایک شیر کو حضرت عمرؓ کی حفاظت کرتے اور ان کے قدم چلنے پھرنے پائیا اور ڈر کر بے ہوش ہو گیا، جب ہوش آیا اور حضرت عمرؓ نے اس سے یہاں آنے کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ میں تو اس بڑے ارادہ سے آیا تھا، مگر شیر کو آپ کی حفاظت کرتے دیکھا یہ شیر کیسے آپ کے مسخر ہیں؟ آج تو اہل و عیال اور اپنے بیوی بچے بھی بےزار اور متغیر ہوتے ہیں۔ یہ حیوانات اور درندے کیسے مسخر ہو گئے؟ حضرت عمرؓ نے ابھی جواب نہیں دیا کہ غیب سے آواز آگئی کہ "اے عمر! تو دین کی خدمت کرتا رہ دنیا کی ہر چیز تیری تابعدار اور خادم ہوگی۔"

ایک حالت یہ تھی اور ایک اسب ہے کہ ہمارے مال و دولت اور ہماری حکومتوں اور ہمارے ذہن و دماغ پر یہود اور عیسائی مسلط ہیں جو ذیل سے ذیل اقوام ہیں وہ ہم پر سوار ہیں۔ حالانکہ اسی کروڑ ہماری تعداد ہے، اللہ نے دس بارہ سلطنتیں دیں فوج اور دولت دی، زمین دی مگر ذلت کیوں ہے؟ اس لئے کہ اپنے مقصد بعثت کو چھوڑ دیا، زمین پر جو فساد اور بربادی پھیل گئی ہے اسے روکنے اور اسکی اصلاح کرنے کی بجائے خود بھی اسی کو اختیار کیا۔ اصلاح ما افسد الناس چھوڑ دی تو خدا نے دھتکار دیا۔

بچاؤ کی صورت خدا سے ربط | فوج اور طاقت سے بچاؤ نہیں خدا سے جوہی و قیوم ہو ربط ہو
تب بچاؤ ہو گا۔ حضرت موسیٰؑ سے افلاطون سے پوچھا کہ خدایترا اندازہ ہو اور آسمان کمان اور تیروں کی بجائے آفات و بلیات کی بارش ہو نہ لگے تو بچاؤ کی صورت کیا ہوگی حضرت موسیٰؑ بنی تھے، فداً جواب دیا کہ تیرا اندازہ کہ پہلو اور دامن میں آجاؤ تب بچ سکو گے۔ حالات اگرچہ بہت نامناسب ہیں اور اصلاح کی قوت نہ ہو پھر بھی تمہیں ہمت نہیں ہارنی چاہئے۔ قدم اٹھاؤ اور کچھ تو حرکت کرو، آگے امداد کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ حضرت یوسفؑ کو زلیخا نے سات کمروں میں قفل لگا کر گناہ کی دعوت دی، بچ کر بھاگنا ناممکن تھا۔ مگر حضرت یوسفؑ نے ہمت کے دروازے تک دوڑے قفل کو ہاتھ لگایا کہ یہی کچھ بس میں تھا۔ تو خدا کی مدد شامل حال ہوئی قفل خود بخود کھلتے گئے، اسی طرح اگرچہ آج بھی نفس، شیطان، ماحول، یورپ کی تہذیب اور ملحدین نے بڑے بڑے حصار اور قلعے ہمارے گرد و پیش لگا دیئے ہیں اور شور و غوغا ہے کہ اسلام کیا ہے؟ اس زمانہ میں اسلام اسلام کے نعروں سے کیا بنتا ہے؟ لیکن ہمارا کام ہے جدوجہد اور قربانی ہمت اور استقامت کے ساتھ اسلام کی خدمت اور فساد کی اصلاح کرنا۔ آگے کام اللہ کا ہے، البتہ ہماری آزمائش ہو رہی ہے۔ یہ چاند

اور سورج جیسے خدا کے حکم سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح اسلام کی روشنی کو بھی خداوند کریم محفوظ رکھے گا، البتہ ہمارا حال ان اسرائیلیوں جیسا نہیں ہونا چاہئے جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا کہ :

اذھب انتہ و ربکے فقاتلا تو اور تیرا رب جا کر لڑائی کرے ہم تو یہیں بیٹھتے ہیں۔

اناھمنا قاعدون۔

اگر ایسا ہوتا تو سب غرق اور برباد ہو جاتیں گے بلکہ ہماری بات تو حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ جیسی ہونی چاہئے جنہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیا کہ اگر آپ کہیں تو سمندر میں کود پڑیں گے اور اگر حکم ہو کہ برکت العنادر تک جائیں تو وہاں پہنچ جائیں گے۔

ایمان کی حقیقت | نہ تو اس کی حکمت پر پوچھیں گے اور نہ وجہ کہ جب آپ کو پیغمبران لیا تو وجہ پر چھنے کی ضرورت کیا، نبی جو کہتا ہے وہی حق ہوتا ہے اور ایمان کا معنی یہی ہے کہ نبی پر اعتماد کر کے اسکی ہر بات کو حق سمجھا جائے دماغ میں آئے یا نہ آئے اسی کی نبوت پر بھروسہ اور اسی پر ایمان ہو کہ جو بھی اس کا ارشاد ہے اسی میں بھلائی اور کامیابی ہے۔ اس سے بڑھ کر نسخہ شفاء ہمارے لئے کوئی نہیں، کیونکہ جس اللہ نے ہمیں پیدا کیا اس نے زندگی کے طور طریقے اور کامیابی کا نسخہ بھی بتلانا تھا۔ دیکھو یورپ سے بند دوائی آتی ہے تو ہر دوائی کے ٹیبل پر ترکیب استعمال اور سارا فارغوا لکھا ہوتا ہے جو بھی مشین آتی ہے تو اس کے ساتھ اس کے چلانے کا ہدایت نامہ بھی ہوتا ہے کہ ایسے ایسے طریقوں سے چلے گا ورنہ نتائج ہو جائے گا۔ ہماری روح عالم بالا سے آئی ہے جسم اسکی مشین ہے، تو جو نرنا جسم اور روح کا خالق ہے اس نے اس کے استعمال کا نسخہ اور ہدایت نامہ بھی پیغمبر کے ذریعہ بھیج دیا ہے اگر ہم نے ذرا بھی اصلاح کی کوشش کی اپنی زندگی کو اللہ کی مرضی پر ڈال دیا اور خدا کی مدد اور وعدہ حفاظت دین پر بھروسہ کر کے فساد کی اصلاح میں لگ گئے، تو دین و دنیا کی سرخروئی حاصل ہو جائے گی، نہ مارشل لا ہوگی نہ ایک دوسرے کی پکڑ دھکڑ نہ ہوگی اور ڈاکہ زنی ہوگی حکومت عوام کی خادموں ہوگی اور عوام حکومت کے وفادار ہوں گے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہوا اور ملک میں شہد اور دودھ کی نہریں بھی جاری ہو گئیں تب بھی تماشا دیکھ لو گے کہ بھٹو کے عرصہ بعد کیا حشر ہوتا ہے اگر اسلام نہ آیا تو یاد رکھو باؤسے کتوں کی طرح ایک دوسرے کو کاٹ دو گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس ملک کو غنوں سے بچا دے اور ہم سب کو اسلام پر جمع فرما کر باہمی شیر و شکر بنا دے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔